کوفہ وشام میں امام سجادؑ کے خطبوں کا تجزیہ

تالیف: ڈاکٹر محمد رنجبر حسینی
ترجمہ: مولانا ڈاکٹر گلزار احمد خان

قیام عاشورہ اور امام حسینؑ کی تحریک کو حیات ابدی بخشنے میں امام سجادؑ اور جناب زینب(س) کے خطبوں کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ عصر عاشورہ سے لیکر مدینہ واپسی تک کوفہ وشام کے مختلف مقامات پر حکومتی کارندوں اور عوام سے امام سجادؑ نے جو گفتگو فرمائی ہے اور جو احتجاج کیا ہے، ان میں ایک خاص منطق حاکم رہی ہے جس کی بدولت بنی امیہ کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور امام حسینؑ کی شہادت کے اہداف و مقاصد کھل کر سامنے آئے۔

مناظرہ اور گفتگو کا ہمیشہ سے تبلیغ دین میں اہم کردار رہا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام تبلیغ دین کے لئے اسی شیوہ کو بروئے کار لاتے تھے جس کی وجہ سے دینی تعلیمات عام ہوئیں۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت رہی ہے کہ آپ حضرات مناظرہ اور گفتگو کے ذریعہ حق کو ثابت اور باطل کو محکوم کرتے تھے۔ امام سجادؑ نے بھی واقعہ کربلا کے بعد اور اسارت کے سخت دنوں میں متعدد مقامات پر افکار عامہ کو روشن کرنے اور امام حسینؑ کی مظلومیت کو ثابت کرنے کے لئے خطبے دئے جس کی وجہ سے اموی حکومت کا ظالمانہ رویہ اور اسلام سے ان کا انحراف لوگوں پر ظاہر ہوا اور واقعہ کربلا کو دائمی حیات ملی۔

امام سجادؑ نے اپنے خطبوں میں منطقی طریقہ سے دشمنوں کے سامنے احتجاج کیا جس کی وجہ سے سامنے والا قانع ہوگیا یا خاموش ہوگیا۔ ہم یہاں پر امامؑ خطبوں کی خاص باتوں کو قارئین کے سامنے پیش کریں گے:

گفتگو کو منظّم طریقہ سے آگے بڑھانا: امام سجادؑ کے خطبوں میں فصاحت و بلاغت کے علاوہ ایک منطقی نظم دیکھنے کو ملتی ہے۔ مثال کے طور پر دربار یزید میں امامؑ نے جو خطبہ دیا اس میں پہلے آپ نے اہلبیت پیغمبرؐ کی خصوصیات اور اللہ کی طرف سے ان کو دی گئی نعمتوں کا تذکرہ کیا، پھر اپنی ذاتی شناخت کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ آپ نے پیغمبر اکرمؐ، حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ زہرا (س) کا اچھے انداز میں تعارف پیش کیا یہاں تک کہ کسی بھی انجان آدمی کے پاس آپ کو نہ پہچان پانے کا کوئی بہانہ نہیں بچا۔ آپ فرماتے ہیں:

اَیُّهَا النَّاسُ اُعْطِینَا سِتّاً وَ فُضِّلْنَا بِسَبْعٍ ، اُعْطِینَا الْعِلْمَ وَ الْحِلْمَ وَ السَّمَاحَةَ وَ الْفَصَاحَةَ وَ الشَّجَاعَةَ وَ الْمَحَبَّةَ فِی قُلُوبِ الْمُؤمِنِینَ وَ فُضِّلْنَا بِاَنَّ مِنَّا النَّبِیَّ الْمُخْتَارَ مُحَمَّداً وَ مِنَّا الْصِّدِیقُ وَ مِنَّا الْطَّیَّارُ وَ مِنَّا اَسَدُ اللهِ وَ اَسَدُ رَسُولِهِ وَ مِنَّا سِبْطَا هَذِهِ الأُمَّةِ...اَیُّهَا النَّاسُ اَنَا ابْنُ مَکَّةَ وَ مِنَی، اَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَ الْصَّفَا، اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الرُّکْنَ بِاَطْرَافَ الرِّدَا، اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنِ ائْتَزَرَ وَ ارْتَدَی، اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنِ انْتَعَلَ وَ احْتَفَی، اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنْ طَافَ وَ سَعَی، اَنَا ابْنُ خَیْرِ مَنْ حَجَّ وَ لَبَّی، اَنَا ابْنُ مَنْ حُمِلَ عَلَی الْبُرَاقِ فِی الْهَوَاءِ، اَنَا ابْنُ مَنْ اُسْرِیَ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الاَقْصَی ، اَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهِ جَبْرَئِیلُ اِلَی سِدْرَةِ الْمُنْتَهَی ، اَنَا ابْنُ مَنْ دَنَا فَتَدَلَّی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدْنَی...اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُولِ اللهِ بِسَیْفَینِ وَ طَعَنَ بِرِمْحَیْنِ وَ هَاجَرَ الْهِجْرَتِینِ وَ بَایَعَ الْبَیْعَتِینِ وَ قَاتَلَ بِبَدْرٍ وَ حُنَیْنٍ وَ لَمْ یَکْفُرْ بِاللهِ طُرْفَةَ عَیْنٍ، اَنَا ابْنُ صَالِحِ الْمُؤمِنِینَ وَ وَارِثِ النَّبِیّینَ وَ قَامِعِ الْمُلْحِدِینَ وَ یَعْسُوبِ الْمُسْلِمِین وَ نُورِ الْمُجَاهِدِینَ وَ زَیْنِ الْعَابِدِینَ وَ تَاجِ الْبَکَّائِینَ وَ اَصْبَرَ الْصَّابِرِینَ وَ اَفْضَلِ الْقَائِمِینَ مِنْ آلِ یَاسِینَ رَسُولِ رَبِّ الْعَالِمِینَ اَنَا ابْنُ مُؤیِّدِ بِجَبْرَئِیلَ الْمَنْصُورِ بِمِیْکَائِیلَ..مِنَ الْعَرَبِ سَیِّدُهَا وَ مِنَ الْوَغْی لَیْثُهَا وَارِثُ الْمَشْعَرِینِ وَ اَبُو الْسِبْطَینْ الْحَسَنِ وَ الْحُسَینِ ذَاکَ جَدِّی عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ اَنَا بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ، اَنَا ابْنُ سَیِّدَةَ النِّسَاءِ...۔

ترجمہ: اے لوگو! اللہ نے ہمیں چھ خصلتیں عطا کی ہیں اور سات فضیلتیں بخشی ہیں۔اللہ نے ہمیں علم، بردباری، سخاوت، فصاحت، شجاعت عطا کی ہے اور مؤمنوں کے دلوں میں ہماری محبت کو جگہ دی ہے۔ اور اللہ نے ہمیں سات فضیلتیں بخشی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ ہم میں سے ہیں، صدیق ہم میں سے ہیں، جعفر طیار ہم میں سے ہیں، اللہ کا شیر اور رسول خدا کا شیر ہم میں سے ہے، پیغمبر کے دونوں سبط یعنی حسن و حسین ہم میں سے ہیں۔

اے لوگو! میں مکہ و منی کا بیٹا ہوں، میں زمزم و صفا کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس نے حجر الاسود کو اپنی ردا میں ڈال کر اپنی جگہ پر رکھا۔ میں بہترین سعی و طواف کرنے والے کا بیٹا ہوں۔ میں بہترین حج کرنے والے کا بیٹا ہوں۔

میں اس کا بیٹا ہوں جو براق پر سوار ہوا، میں اس کا بیٹا ہوں جو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصی تک گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جسے جبرئیل سدرۃ المنتہی تک لے گئے اور مقام قرب ربوبی تک پہنچے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس نے پیغمبر کے ہمراہ دو تلوار اور دو نیزہ سے جنگ کی، دو بار ہجرت کی اور دو بار بیعت کی، جنگ بدر و حنین میں کافروں سے جنگ کی اور ایک لحہ کے لئے بھی کفر اختیار نہیں کیا، میں صالح مؤمنوں کا بیٹا، وارث انبیاء اور مشرکوں کو ختم کرنے والے کا بیٹا ہوں ...

میں عبادت کرنے والوں کی زینت اور رونے والوں کا فخر ہوں... میں اس کا بیٹا ہوں جس کی تائید جبرئیل نے کی اور مدد میکائیل نے کی... وہ سید عرب ہیں اور میدان جنگ کے شیر ہیں، وہ حسن و حسین کے باپ ہیں۔ہاں! وہ میرے جد علی بن ابیطالب ہیں۔ میں فاطمہ زہرا کا بیٹا ہوں"۔

امام سجادؑ اسی طرح سے تقریر کر رہے تھے یہاں تک کہ لوگوں کے گریہ وزاری کی آواز بلند ہو گئی۔

سامنے والے سے اقرار لینا: مناظرہ اور احتجاج میں اپنے عقیدہ کے اثبات کے لئے مخاطب سے اقرار لیا جاسکتا ہے اور پھر اسی اقرار سے استناد کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کو ثابت اور اس کے عقیدہ کو رد کیا جاسکتا ہے۔امام سجادؑ نے کوفہ میں اسی طریقہ سے خطبہ دیا:

هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّكُمْ كَتَبْتُم اِلَى اَبِى وَ خَدَعْتُمُوهُ وَ اَعْطِيتُمُوهُ مِنْ اَنْفُسِكُمُ الْعَهْدَ وَ الْمِيثَاقَ وَ الْبَيْعَةَ ثُمَّ قَاتَلْتُمُوهُ وَ خَذَلْتُمُوهُ...بِاَيَّةِ عَيْنٍ تَنْظُرُونَ اِلَى رَسُولِ اللهِ يَقُولُ لَكَمْ قَتَلْتُم عِتْرَتِى وَ انْتَهَكْتُم حُرْمَتِى فَلَسْتُم مِنْ اُمَّتِى۔ترجمہ: کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے میرے باپ کو خط لکھا اور پھر انہیں دھوکا دیا۔ تم نے ان کے ساتھ عہد و پیمان کیا لیکن پھر ان سے جنگ کی اور انہیں تنہا چھوڑ دیا۔... تم کس طرح پیغمبر اکرمؐ سے نظریں ملاؤ گے، جب وہ تم سے کہیں گے کہ تم نے میری عترت کو مار ڈالا اور میری حرمت کو پامال کیا، تم میری امت میں سے نہیں ہو۔[1]

شام میں امام سجادؑ خطبہ دے رہے تھے۔ امامؑ کی تقریر کو ختم کرنے لئے یزید نے مؤذن کو اذان دینے کے لئے کہا۔ مؤذن اذان دینا شروع کرتا ہے۔ جیسے ہی اس نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا، امامؑ جو ابھی منبر پر تشریف فرما تھے، نے یزید کو مخاطب کیا اور فرمایا:

"یَا یَزِیدُ هَذَا اَبِى اَمْ اَبُوکَ۔ قَالَ بَلْ اَبُوکَ۔ترجمہ: اے یزید! یہ محمد جن کا نام ابھی اذان میں لیا گیا وہ ہمارے جد تھے یا تیرے؟ یزید نے کہا تمہارے جد تھے۔"[2]

گویا امامؑ اس سوال کے ذریعہ یزید کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر تو کہتا ہے کہ پیغمبرؐ تیرے جد تھے تو تو جھوٹ بول رہا ہے اور کفر بک رہا ہے اور اگر تجھے یقین ہے کہ پیغمبر اکرمؐ میرے جد تھے تو پھر کیوں اور کس جرم میں تو نے ان کے خاندان کا قتل کیا۔ اس طرح سے دشمن سے اقرار لینے سے ان تمام پروپگنڈوں پر پانی پھر گیا جس میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ قیدی خوارج ہیں۔

یزید اس رسوائی کے بعد مجبور ہو کر اپنے ظالمانہ رویہ سے پیچھے ہٹا اور جو کچھ اس نے اہلبیت کے ساتھ کیا تھا، ان سے ظاہری طور پر برائت کرنے لگا اور اس واقعہ کے لئے کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو ذمہ دار ٹھرایا۔[3]

۱۔ طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اہل اللحجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۵
۲۔ ایضاً، ص ۳۱۱
۳۔ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۳۹

کنایہ: مناظرہ کرنے والا کبھی کبھی اپنی بات کو کنایہ کی شکل میں بیان کرتا ہے۔ امام سجادؑ نے کربلا سے شام اور مدینہ واپس آنے تک جو خطبے دئے، ان میں بہت سے مقامات پر کنایتاً اپنی بات کو بیان کیا ہے جو کہ مخاطب پر زیادہ اثرانداز ہوتا ہے۔ مثلاً کوفہ میں امامؑ نے جو خطبہ دیا اس میں آپ نے اپنے بارے میں بتایا اور بنی امیہ کا نام لئے بغیر اہلبیت پر پڑنے والی مصیبتوں سے انہیں آگاہ کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَنِی فَقَدْ عَرَفَنِی وَ مَنْ لَمْ یَعْرِفْنِی فَاَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ،اَلْمَذْبُوحِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ مِنْ غَیْرِ ذَحْلٍ وَ لَا تِرَاتٍ ، اَنَا ابْنُ مَنِ انْتُهِکَ حَرِیمُهُ وَ سُلِبَ نَعِیمُهُ وَ انْتُهِبَ مَالُهُ وَ سُبِیَ عِیَالُهُ ، اَنَا ابْنُ مَنْ قُتِلَ صَبْراً فَکَفَی بِذٰلِکَ فَخْراً۔

ترجمہ: جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسین کا بیٹا علی ہوں جسے فرات کے کنارے بغیر کسی قصاص یا خون کے بدلے کے قتل کر دیا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی حرمت کو پامال کیا گیا اور اس کے مال کو لوٹا گیا اور اس کے اہل و عیال کو قیدی بنایا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جسے گھیر کر مار دیا گیا اور میرے فخر کے لئے یہی کافی ہے۔[1]

ایک روایت کے مطابق امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب امام سجادؑ مدینہ واپس آئے تو ابراہیم فرزند طلحہ بن عبیداللہ نے آپ سے ملاقات کی اور پوچھا کس کی جیت ہوئی؟ تو امامؑ نے فرمایا:

"ذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْلَمَ مَنْ غَلَبَ وَ دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَاَذِّنْ ثُمَّ اَقِمْ۔ ترجمہ: اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میدان جنگ میں کون جیتا تو نماز کے وقت اذان اور اقامہ کہو[2]۔"

امامؑ کے اس مختصر سے جملہ کی اس طرح تفسیر کی جاسکتی ہے کہ ہمارا قیام پیغام وحی و رسالت کو زندہ رکھنے لئے تھا اور جب تک گلدستہ اذان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ کی آواز سنائی دے گی، ہماری فتح کا اعلان ہوتا رہے گا۔

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۵

۲۔ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۷۷

فطرت کو بیدار کرنا: مناظرہ میں سامنے والے کی فطرت کو بیدار کرکے اسے سوچنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے تاکہ صحیح و غلط کا اسے اندازہ ہوجائے اور حق کے سامنے وہ سر تسلیم خم کرلے۔ کوفہ میں امام سجادؑ نے اپنے خطبہ میں کوفیوں کی سرزنش کرتے ہیں اور ان کے گناہ کے بارے میں بتاتے ہیں تاکہ شاید ان کا خفتہ ضمیر بیدار ہوجائے:

"اَیُّهَا النَّاسُ نَاشَدْتُکُم بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُونَ اَنَّکُم کَتَبْتُم اِلَی اَبِی وَ خَدَعْتُمُوهُ وَ اَعْطَیْتُمُوهُ مِنْ اَنْفُسِکُمُ الْعَهْدَ وَ الْمِیثَاقَ وَ الْبَیْعَةَ ثُمَّ قَاتَلْتُمُوهُ وَ خَذَلْتُمُوهُ فَتَبّاً لَکُم مَا قَدَّمْتُم لِاَنْفُسِکُم وَ سُوءً لِرَایِکُمْ بِاَیَّةِ عَیْنٍ تَنْظُرُونَ اِلَی رَسْولِ اللّٰهِ یَقُولُ لَکُم قَتَلْتُم عِتْرَتِی وَ انْتَهَکْتُم حُرْمَتِی فَلَسْتُم مِنْ اُمَّتِی۔

ترجمہ: اے لوگو! خدا کی قسم کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے میرے باپ کو خط لکھا اور پھر انہیں دھوکا دیا۔ تم نے ان کے ساتھ عہد و پیمان کیا لیکن پھر ان سے جنگ کی اور انہیں تنہا چھوڑ دیا... تم نے یہ کیسا زاد آخرت بھیجا ہے۔ تم کس طرح پیغمبر اکرمؐ سے نظریں ملاؤگے، جب وہ تم سے کہیں گے کہ تم نے میری عترت کو مارڈالا اور میری حرمت کو پامال کیا، تم میری امت میں سے نہیں ہو[1]۔

اس وقت لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوگئی اور وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے ہم ہلاک ہوگئے۔ امامؑ نے اپنے خطبہ کو جاری رکھا:

...وَ رَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلَی مِنًی فَاِنَّ الْجُرْحَ لَمَّا یَنْدَمِلْ قُتِلَ اَبِی بِالاَمْسِ وَ اَهْلُ بَیْتِه مَعَهُ فَلَمْ یَنْسَنِی ثُکْلُ رُسُولِ اللّٰهِ وَ ثُکْلُ اَبِی وَ بَنِی اَبِی وَ جَدِّی شَقَّ لَهَازِمِی وَ مَرَارَتُهُ بَیْنَ حَنَاجِرِی وَ حَلْقِی وَ غُصَصُهُ تَجْرِی فِی فِرَاشِ صَدْرِی وَ مَسْالَتِی اَنْ لَا تَکُونو لَنَا وَ لَا عَلَیْنَا۔

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۵

ترجمہ: قسم ہے ان اونٹوں کی جو حاجیوں کو منی لے جاتے ہیں، میرے باپ اور ان کے اہلبیت کے قتل کی وجہ سے جو زخم میرے دل پر لگا وہ ابھی مندمل نہیں ہوا ہے۔ پیغمبرؐ کا داغ ابھی فراموش نہیں ہوا ہے اور میرے باپ اور میرے جد اور باپ کے بیٹے کے داغ نے میرے چہرے کو سفید کر دیا ہے اور اس کی تلخی ابھی بھی میری حلق میں ہے اور اس کا غم میرے سینہ میں ہے اور میری یہی خواہش ہے کہ تم نہ میرے ساتھ رہو اور نہ ہی ہمارے خلاف[۱]۔

جب اہلبیت عصمت و طہارت رسن بستہ دربار یزید میں کھڑے تھے تو امام سجادؑ نے یزید کی فطرت کو نشانہ بناتے ہوئے فرمایا:

اَنْشُدُکَ اللّٰہَ یَا یَزِیدُ مَا ظَنُّکَ بِرَسُولِ اللّٰہِ لَو رَآنَا عَلیٰ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ۔ ترجمہ: اے یزید! خدا کی قسم! تمہارا کیا خیال ہے اگر رسول خداؐ اس حالت میں ہم سے ملاقات کریں گے تو کیا کریں گے[۲]۔

اسی مجلس میں یزید خطیب کو حکم دیتا ہے کہ وہ منبر پر جائے اور امام حسینؑ اور ان کے والد کی شان میں گستاخی کرے۔ خطیب منبر پر جاتا ہے اور حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اس وقت امام سجادؑ اس خطیب کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

"وَیْلَکَ اَیُّھَا الْخَاطِبُ! اشْتَرَیْتَ مَرْضَاۃَ الْمَخْلُوقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ فَتَبَوَّا مَقْعَدَکَ مِنَ النَّارِ۔ ترجمہ: وائے ہو تم پر اے خطیب! تم نے بندوں کی خوشنودی کے مقابلہ میں اللہ کا غضب خرید لیا۔ تم نے جہنم میں اپنا ٹھکانا تیار کر لیا ہے۔[۳]"

مغالطہ کے جال سے بچنا: مناظرہ میں علم و آگاہی، فصاحت و بلاغت اور دوسرے بہت سے امور کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی دھیان رہے کہ کبھی بھی سامنے والے کے مغالطہ کے جال میں نہیں آنا

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۵

۲۔ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۳۲

۳۔ سید بن طاوس علی بن موسی، لہوف، ص ۲۵۲؛ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۳۷

چاہئے۔اس سے پہلے بھی بیان کیا جاچکا کہ یزید کے دربار میں امام سجادؑ کی تقریر سن کر لوگوں میں جوش و خروش پیدا ہوگیا، سب رونے لگے اور یزید کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں بغاوت نہ ہو جائے۔اس نے فوراً مؤذن کو اذان دینے کے لئے کہا۔یہ ایک طرح کا مغالطہ تھا اور وہ چاہتا تھا کہ امامؑ کا کلام منقطع ہو جائے۔ مؤذن نے اذان شروع کی۔ جیسے ہی اس نے اللہ اکبر کہا، امامؑ نے فرمایا: لا شیء اکبر من اللہ۔کوئی بھی شئے اللہ سے بڑی نہیں ہے۔جب مؤذن نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو امامؑ نے فرمایا: شَهِدَ بِهَا شَعْرِی وَ بَشَرِی وَ لَحْمِی وَ دَمِی۔ میرا گوشت، میری پوست اور میرا خون اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔جب مؤذن نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو امامؑ گریہ کرنے لگے اور پھر یزید کی طرف رخ کر کے فرمایا:

”مُحَمَّدٌ هَذَا جَدِّی اَمْ جَدُّکَ یَا یَزِیدُ! فَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّه جَدُّکَ فَقَد کَذَبْتَ وَ کَفَرْتَ وَ اِنْ زَعَمْتَ اَنَّهُ جَدِّی فَلَمَ قَتَلْتَ عِتْرَتَه۔ترجمہ:اے یزید! یہ پیغمبر میرے جد ہیں یا تیرے؟اگر تو کہتا ہے کہ تیرے جد ہیں تو تو جھوٹ بولتا ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرے جد ہیں تو پھر یہ بتادے کہ تو نے میرے باپ کو کیوں ناحق قتل کیا اور ان کے اہلبیت کو قیدی بنایا[1]۔

اس طرح امام سجادؑ نے نہ صرف یہ کہ یزید کے مغالطہ کا جواب دیا بلکہ اپنے آپ کو اور اہلبیت عصمت وطہارت کو پہچنوایا اور لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ قیدی کوئی خارجی نہیں بلکہ خاندان رسولؐ ہیں۔

مؤثر زبان کا استعمال: مخاطب میں حقیقت کی جستجو کا شوق پیدا کرنا بہت اہم ہے۔امام سجادؑ نے واقعہ عاشورہ کے بعد اپنے خطبوں میں اس روش کا استعمال کیا اور شعر بھی پڑھا۔کوفیوں کو ان کی پیمان شکنی پر سرزنش کرتے ہوئے امام سجادؑ نے فرمایا:

فَلَا تَفْرَحُو یَا اَهْلَ کُوفَةَ بِالَّذِی   اُصیبَ حُسَینٌ کَانَ ذَالِکَ اَعْظَمَا
قَتِیلٌ بِشَطِّ النَّهْرِ نَفْسِی فَدَاؤُهُ   جَزَاءُ الَّذِی اَرْدَاهُ نَارُ جَهَنَّمَا

۱۔بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۳۹

ترجمہ :اے کوفے والو! حسین پر جو مصیبت پڑی ہے اس سے خوش نہ ہو، شط فرات کے کنارے جسے قتل کیا گیا، جس نے اسے قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے۔

شام سے واپسی کے بعد امام سجادؑ نے مدینہ میں ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے امویوں کے ظلم و ستم کو بیان کیا اور لوگوں کو مجلس عزا برپا کرنے اور ماتم کرنے کی طرف دعوت دی۔ آپ فرماتے ہیں :

اَیُّھَا النَّاسُ فَاَیُّ رِجَالَاتٍ مِنْکُمْ یُسَرُّونَ بَعْدَ قَتْلِهٖ اَمْ اَیُّ فُؤَادٍ لَا یَحْزُنُ مِنْ اَجْلِهٖ اَمْ اَیَّةُ عَینٍ مِنْکُمْ تَحْبِسُ دَمْعَهَا وَ تَضَنَّ عَنِ انْهِمَالِهَا فَلَقَد بَکَتِ السَّبْعُ الشِّدَادُ لِقَتْلِهٖ وَ بَکَتِ الْبِحَارُ بِاَمْوَاجِهَا وَ السَّمَاوَاتُ بِاَرْکَانِهَا وَ الْاَرْضُ بِاَرْجَائِهَا وَ الْاَشْجَارُ بِاَغْصَانِهَا وَ الْحِیتَانُ وَ لُجَجُ الْبِحَارِ وَ الْمَلَائِکَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَ اَهْلُ السَّمَاوَاتِ اَجْمَعُونَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَیُّ قَلْبٍ لَا یَنْصَدِعُ لِقَتْلِهٖ اَمْ اَیُّ فُؤَادٍ لَا یَحِنُّ اِلَیْهِ اَمْ اَیُّ سَمْعٍ یَسْمَعُ هٰذِهِ الثُّلْمَةَ الَّتِی ثُلِمَتْ فِی الِاسْلَامِ وَ لَا یَصُمُّ۔

ترجمہ : اے لوگو! اس مصیبت کے بعد تم میں سے کون خوش رہ سکتا ہے۔ کس دل میں آنحضرت کا غم نہیں ہے۔ کون اپنے آنسو روک سکتا ہے جب کہ ساتوں آسمانوں نے اس کی مصیبت میں گریہ کیا اور دریا اپنی لہروں کے ساتھ، آسمان اپنے سارے ارکان کے ساتھ، زمین اپنی گہرائیوں تک، درخت اپنے شاخوں کے ساتھ، مچھلیاں اور ملائک مقرب الٰہی اور آسمان میں رہنے والے اس مصیبت میں روئے۔ اے لوگو! کون دل ہے جو آنحضرت کے غم میں غمگین نہیں ہوا۔ کس کان نے اس سے زیادہ مصیبت سنی ہے۔[1]

سوال کرنا: سوال کے ذریعہ ہم مخاطب کو جواب دینے پر مجبور کر سکتے ہیں تاکہ اس کا باطل ہونا آشکار ہو سکے۔ اہلبیت عصمت و طہارت کا قافلہ دربار یزید میں پہنچا۔ دربار میں موجود ایک شامی بوڑھا اہلبیت کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرتا ہے۔ امام سجادؑ کو معلوم تھا کہ اس بوڑھے کو اہلبیت کی شناخت نہیں ہے

۱۔ لہوف، ص ۱۷۲؛ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۴۸

اسی وجہ سے وہ اس طرح کی زبان بول رہا ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو پہچنوانے کے لئے سوال و جواب کا طریقہ اختیار کیا اور فرمایا:

اَمَا قَرَأْتَ كِتَابَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ اَمَا قَرَأْتَ فِي الآيَةِ: "قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ"[۱] نَحْنُ اُولٰئِكَ فَهَلْ تَجِدُ لَنَا فِي سُورَةِ بَنِي اِسْرَائِيلَ حَقّاً خَاصَّةً دُونَ الْمُسْلِمِينَ؟ اَ مَا قَرَأْتَ هٰذِهِ الآيَةَ "وَ آتِ ذَا الْقُرْبىٰ حَقَّهُ"[۲] فَنَحْنُ اُولٰئِكَ الَّذِينَ اَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ اَنْ يُؤْتِيَهُمْ حَقَّهُم، نَعَمْ فَهَلْ قَرَأْتَ هٰذِهِ الآيَةَ "وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُم مِنْ شَيءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبىٰ"[۳] فَنَحْنُ ذُوالْقُرْبىٰ فَهَلْ تَجِدُ لَنَا فِي سُورَةِ الاَحْزَابِ حَقّاً خَاصَّةً دُونَ الْمُسْلِمِينَ؟... اَمَا قَرَأْتَ هٰذِهِ الآيَةَ "اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا"[۴]۔

ترجمہ: کیا تم نے قرآن کی قرائت کی ہے؟.. کیا اس آیت کو پڑھا ہے: اے پیغمبر! لوگو سے کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر مجھے تم سے اپنے قرابتداروں کی محبت چاہئے۔ ہم وہی قربیٰ اور رسولؐ کے قرابت دار ہیں جن کی مودت کی آپ نے درخواست کی ہے۔ کیا سورہ بنی اسرائیل میں ہمارے حق کے بارے پڑھا ہے جس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں ہے۔.. کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے: ان کے حق کو ادا کرو۔ ہم ہی وہ گروہ ہیں جن کے بارے میں رسولؐ نے کہا ہے کہ ان کا حق ادا کردو۔ شامی بوڑھے نے کہا کیا آپ واقعی وہی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اس آیت کو پڑھا ہے کہ جو بھی غنیمت تمہیں ملتا ہے اس کا خمس اللہ، رسولؐ اور ان کے قرابت داروں سے متعلق ہے۔ ہم ہی ذوالقربیٰ ہیں۔ کیا سورہ احزاب میں اس حق کے بارے میں پڑھا ہے جو صرف ہم سے

۱۔ سورہ شوریٰ، آیت ۲۳
۲۔ سورہ اسراء، آیت ۲۶
۳۔ سورہ انفال، آیت ۴۱
۴۔ سورہ احزاب، آیت ۳۳

مخصوص ہے نہ کہ دوسرے مسلمانوں سے۔ کیا تم نے اس آیت کو نہیں پڑھا جہاں ارشاد ہوتا ہے بے شک اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ گناہ اور رجس کو تم سے دور رکھے۔[۱]

معتبر کتابوں میں ملتا ہے کہ ان سب باتوں کو سن کر وہ شامی بوڑھا ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتا ہے اور تین بار کہتا ہے: پالنے والے! میں تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور آل محمد کی عداوت سے توبہ کرتا ہوں اور اہلبیت کے قاتلین سے بیزاری چاہتا ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا لیکن اب تک ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں تھا۔[۲]

یزید یہ ظاہر کر رہا تھا کہ امام حسینؑ کی شہادت اللہ کی مرضی کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ اس نے امام سجادؑ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کا شکر کہ تیرا باپ مارا گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: عَلَى مَنْ قَتَلَ اَبِی لَعْنَةُ اللهِ اَفْتَرَانِی لَعَنةُ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ۔ ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو میرے باپ کے قاتلوں پر۔ اے یزید! کیا تو سمجھتا ہے میں نے خدا پر لعنت کی ہے اور یزید کوئی جواب نہ دے سکا۔[۳]

مخاطب کی شناخت: علمی فوقیت اور فن بیان کے علاوہ مناظرہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو پہچانے اور اس کے حالات کو اس خاص ماحول میں سمجھے تا کہ اسی کی مناسبت سے بات کر سکے۔ کوفہ وشام میں امام سجادؑ کے خطبوں میں یہ نکتہ بخوبی مشہود ہے۔ کوفیوں نے امام حسینؑ سے بیعت کی اور آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی اور پھر اپنے عہد و پیمان کو توڑا اور آپ سے جنگ کی، لہٰذا امام سجادؑ نے کوفہ میں جو خطبہ دیا ہے اس میں زیادہ تر کوفیوں کی سرزنش کی گئی ہے تا کہ انہیں اندازہ ہو کہ انہوں نے کتنی بڑی غلطی کی ہے اور شاید ان کا خفتہ ضمیر بیدار ہو جائے۔ اس کے برعکس شامی لوگ اہلبیت پیغمبرؐ کو نہیں جانتے تھے۔ ان کو نہیں پتہ تھا کہ حسینؑ کون ہیں اور امیر المؤمنینؑ کی کیا منزلت ہے۔ اسی وجہ سے امام سجادؑ نے شام کے اپنے خطبہ میں پیغمبر اسلامؐ سے اپنے انتساب کو ظاہر کیا اور امیر المومنینؑ اور جناب فاطمہ (س) کے فضائل بیان کئے تا کہ لوگ سمجھ سکیں کہ یہ قیدی رسول خداؐ کے قرابتدار اور بہترین مسلمان ہیں نہ کہ

۱۔ طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۷؛ لہوف، ص ۲۸۳
۲۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۷
۳۔ ایضاً، ص ۳۱۱

خارجی، اور ان کو قتل کرنے اور اسیر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مدینہ کے لوگ بھی اہلبیت کو اچھی طرح سے جانتے تھے لہٰذا ان کے تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔ امام سجادؑ نے مدینہ میں زیادہ تر واقعہ کربلا کا تجزیہ کیا اور لوگوں کو مجلس عزا برپا کرنے کی ترغیب دلائی تاکہ یہ تحریک فراموش نہ ہونے پائے۔[۱]

صراحت بیان اور بہادری: ابن زیاد اور یزید کے دربار میں امام سجادؑ کی تقریریں اس بات کی گواہ ہیں کہ آپ نے پوری بہادری اور صراحت کے ساتھ دشمن کی باتوں کا جواب دیا ہے۔ جب خاندان عصمت و طہارت کا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو یزید نے امام سجادؑ سے کہا اللہ کا شکر کہ تیرے باپ کو قتل کردیا۔ امام نے فرمایا: قَتَلَ اَبِیَ النَّاسُ۔ لوگوں نے میرے باپ کا قتل کیا۔ یزید نے کہا اللہ کا شکر کہ تیرے باپ کے قتل سے مجھے سکون مل گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا عَلَی مَنْ قَتَلَ اَبِی لَعْنَۃُ اللّٰہِ۔ اللہ کی لعنت ہو میرے باپ کے قاتلوں پر۔

یہ واقعہ دوسرے طریقہ سے بھی نقل ہوا ہے۔ ابن زیاد کے دربار میں جب امام سجادؑ نے اپنا تعارف کرایا تو یزید نے کہا کیا علی بن حسین کربلا میں قتل نہیں ہوا۔ امامؑ نے فرمایا میرا ایک بڑا بھائی تھا جسے لوگوں نے قتل کردیا۔ ابن زیاد نے کہا اللہ نے اسے قتل کیا۔ امامؑ نے فرمایا: اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَ الَّتِی لَمْ تَمُتْ فِی مَنَامِھَا[۲]۔ اس جواب سے ابن زیاد کو غصہ آگیا اور اس نے کہا تم میری بات کو رد کررہے ہو۔ اسے قتل کردو۔ یہاں پر جناب زینب(س) نے اپنے بھتیجے کی جان بچائی۔[۳]

سامنے والے کے مورد قبول امور سے استناد: مناظرہ کی کامیابی کا ایک راز یہ ہے کہ احتجاج کرنے والا ایسے امور سے استدلال کرے جسے سامنے والا بھی مانتا ہو۔ امام سجادؑ کے احتجاجات میں یہ بات عیاں ہے۔
امام سجادؑ، بوڑھے شامی کے سوال کے جواب میں ایسے امور سے استناد کرتے ہیں جنہیں وہ مانتا ہے:

اَصْبَحْتُ فِی قَومِنَا بِمَنْزِلَةِ بَنِی اِسْرَائیلَ فِی آلِ فِرْعُونَ یُذَبِّحُونَ الْاَبْنَاءَ وَ یَسْتَحْیُونَ النِّسَاءَ وَ اَصْبَحَ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا یَلْعَنُ عَلَی الْمَنَابِرِ وَ یُعْطَی الْفَضْلُ وَ

۱۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۱۱؛ لہوف، ص ۲۷۲؛ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۴۸
۲۔ سورہ زمر، آیت ۴۲
۳۔ لہوف، ص ۲۲۰؛ بحار الانوار (جلد ۴۵) ص ۱۱۷

الْاَمْوالُ عَلَی شَتْمِهِ وَ اَصْبَحَ مَنْ یُحِبُّنَا مَنْقُوصاً بِحَقِّهِ عَلَی حُبِّهِ اِیَّانَا۔ ترجمہ: اس حال میں ہم نے صبح کیا کہ اپنی قوم میں قوم فرعون میں بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ ہمارے مردوں کو قتل کر دیا گیا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا اور پیغمبرؐ کے بعد بہترین خلائق کو منبر پر لعن کیا جارہا ہے اور اسے دشنام دینے کے لئے مال و منال دیا جارہا ہے۔ ہمارے محب ہماری محبت کی وجہ سے اپنے حق سے محروم ہوتے ہیں۔

امامؑ اپنی تقریر میں عرب اور قریش پر اہلبیت پیغمبرؐ کی فوقیت کو اس طرح ثابت کرتے ہیں:

یَا مِنْهَال اَمْسَتِ الْعَرَبُ تَفْتَخِرُ عَلَی الْعَجَمِ بِاَنَّ مُحَمَّداً عَرَبِیٌّ وَ اَمْسَتْ قُرَیْشٌ تَفْتَخِرُ عَلَی سَائِرِ الْعَرَبِ بِاَنَّ مُحَمَّداً مِنْهَا وَ اَمْسَیْنَا مَعْشَرَ اَهْلَ بَیْتِهِ وَ نَحْنُ مَغْصُوبُونَ مَقْتُولُونَ مُشَرَّدُونَ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُونَ مِمَّا اَمْسَیْنَا فِیهِ یَا مِنْهَالُ۔

ترجمہ: اے منہال! ایک زمانہ تھا کہ عرب عجم پر فخر کرتا تھا کہ محمد عربوں میں سے ہیں۔ اور ایک زمانہ تھا کہ قریش دوسرے اعراب پر فخر کرتے تھے کہ محمد ہم میں سے ہیں۔اور ایک زمانہ ہم پر گذرا جب ہمارا حق غصب کرلیا گیا اور ہمیں قتل کر دیا گیا۔ اور اس مصیبت میں جو ہم پر نازل ہوئی ہم صرف انا للہ وان الیہ راجعون کہہ سکتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں[۱]۔

گویا امامؑ ایک عقلی دلیل بیان کررہے ہیں کہ اگر قریش پیغمبر اکرمؐ سے انتساب کی وجہ سے پورے عرب پر فخر کرتے ہیں اور دوسرے اعراب بھی اس بات کو مانتے ہیں تو ہم اہلبیت عرب و عجم پر فخر کرنے کے لئے زیادہ سزاوار ہیں لیکن انہوں نے ہمارے حق کو نظرانداز کیا اور آل رسولؐ کے حق میں زیادتی کی۔

مورد قبول امور سے استناد کی ایک اور مثال یہ ہے کہ اہلبیت عصمت و طہارت کے مدینہ واپسی کے بعد، ایک روز امام سجادؑ سجدہ کی حالت میں گریہ وزاری کررہے تھے۔ امامؑ کے کسی خادم نے امامؑ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے محاسن سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ اس نے کہا اے میرے مولا! کیا غم واندوہ کے ختم ہونے کا وقت نہیں ہوا ہے؟ امامؑ قیاس عقلی سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ لہوف، ص ۲۶۰؛ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۴۳

وَیْحَکَ اِنَّ یَعْقُوب بْنَ اِسْحَاق بْنُ اِبْرَاهِیمَ کَانَ نَبِیّاً اِبْنَ نَبِیٍّ کَانَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ ابْنَاً فَغَیَّبَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَاحِداً مِنْهُم فَشَابَ رَاْسُهُ مِنَ الْحُزْنِ وَ احْدَودَبَ ظَهْرُهُ مِنَ الْغَمِّ وَ ذَهَبَ بَصَرُهُ مِنَ الْبُکَاءِ وَ ابْنُهُ حَیٌّ فِی دَارِ الدُّنْیَا وَ اَنَا فَقَدْتُ اَبِی وَ اَخِی وَ سَبْعَةَ عَشَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی صَرْعِی مَقْتُولِینَ فَکَیْفَ یَنْقَضِی حُزْنِی وَ یَقِلُّ بُکَائِی۔

ترجمہ: کیا کہتے ہو! حضرت یعقوب، پیغمبر اور پیغمبر زادہ تھے اور ان کے بارہ بیٹے تھے۔ اللہ نے ان کے ایک بیٹے کو ان کی نظروں سے غائب کر دیا۔ اس جدائی کے صدمہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے اور کمر جھک گئی اور زیادہ رونے کی وجہ سے آنکھوں کی روشنی زائل ہو گئی جب کہ ان کا بیٹا زندہ تھا۔ لیکن میں نے اپنے باپ، بھائی اور خاندان کے سترہ لوگوں کو اپنے سامنے شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔ تو کس طرح میرا حزن واندوہ ختم ہو سکتا ہے اور آنکھوں کا اشک خشک ہو سکتا ہے؟[۱]

صبر و بردباری: رسالت الٰہیہ کی انجام دہی اور شہدائے کربلا کے خون کی حفاظت کے لئے امام سجادؑ نے صبر و بردباری کے ساتھ کوفہ و شام کے لوگوں سے گفتگو کی اور شرح صدر کے ساتھ امویوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ اس کا ایک نمونہ دربار شام میں دیکھنے کو ملتا ہے جب آل محمد کا قافلہ مسجد کی سیڑھیوں پر بٹھایا گیا جہاں اسیروں کا قافلہ ٹھرایا جاتا تھا۔ ایک شامی بوڑھا امامؑ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل کیا اور فتنہ کی شاخ کو قطع کیا۔ جب اس کی بات تمام ہوئی تو امام سجادؑ نے فرمایا:

اِنّی قَدْ اَنْصَتُّ لَکَ حَتّی فَرَغْتَ مِنْ مَنْطِقِکَ وَ اَظْهَرْتَ مَا فِی نَفْسِکَ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَ الْبَغْضَاءِ فَانْصِتْ لِی کَمَا اَنْصَتُّ لَکَ...۔ ترجمہ: میں خاموش رہا تا کہ تیری بات پوری ہو جائے اور دل میں جو عداوت و دشمنی تھی تم نے ان کا اظہار کیا۔ اب تم بھی جس طرح میں نے تمہاری باتوں کو خاموشی سے سنی، میری باتوں کو خاموشی سے سنو۔[۲]

۱۔ بحار الانوار (جلد ۴۵)، ص ۱۴۹؛ لہوف، ص ۲۸۲
۲۔ الاحتجاج علی اہل اللجاج (جلد ۲)، ص ۳۰۷

شامی بوڑھے نے کہا جو کہنا ہے کہو اور پھر امامؑ نے اسے حقائق سے آگاہ کیا یہاں تک کہ اس نے درگاہ خداوندی میں توبہ کی۔

نتیجہ:

واقعہ کربلا کے بعد امام سجادؑ کے مناظرات اور تقریروں کے تجزیہ و تحلیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے پیغمبر اسلامؐ اور اپنے جد اور والد کی راہ و روش کی پیروی کرتے ہوئے مختلف مواقع پر خطبوں کے ذریعہ اپنا تعارف کرا کر اور رسول خداؐ سے اپنی نسبت سے لوگوں کو آگاہ کرکے، امویوں کے ظلم و ستم اور سازشوں کا پردہ چاک کیا اور ان کے اصلی چہرہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا۔

منابع و مآخذ:

قرآن کریم

- حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، انتشارات مؤسسہ آل البیت، قم، ۱۴۰۹ق
- جمالی، نصرت اللہ، روش گفتمان یا مناظرہ، مہدیہ، قم، ۱۴۸۶ش
- دھخدا، علی اکبر، لغت نامہ، زیر نظر محمد معین و سید جعفر شہیدی، انتشارات و چاپ دانشگاہ تہران، ۱۳۷۷
- سید بن طاوس علی بن موسی، لہوف، ترجمہ عباس عزیزی، انتشارات صلاۃ، قم، ۱۳۹۱ش
- شریف قرشی، شیخ باقر، زندگی حضرت امام حسینؑ، بنیاد معارف اسلامی، ۱۳۸۰ش
- راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن، مترجم: غلامرضا خسروی، محقق/مصحح: غلامرضا خسروی حسینی، مرتضوی، تہران، ۱۳۷۴ش
- دیلمی، حسن بن محمد، رشادات القلوب، ترجمہ رضایی، ، تہران، ۱۳۷۷ش
- طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اہل اللجاج، بہ تصحیح محمد باقر خرسان، نشر مرتضی، مشہد، ۱۴۰۳
- کلینی محمد بن یعقوب، الکافی، بہ تصحیح علی اکبر غفاری و محمد آخوندی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۴۰۷ق

- ❖ مجلسی ، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الانوار، به تحقیق و تصحیح جمعی از محققان، انتشارات دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۳ق
- ❖ معین، محمد، فرهنگ معین، انتشارات امیر کبیر، تهران، ۱۳۴۳